بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة الاية

لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا

ہزارہا فقہی مسائل اور اسلامی و دینی معلومات کا خزینہ

مجموعة الفتاوىٰ

المعروف بہ

انوارِ شریعت

حصہ اول تا ہشتم

جلد اول

از افادات

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین ملتانی صاحب قدس سرہ

مرتبہ

مولانا مفتی محمد اسلم رضوی قادری علوی

سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

[illegible]

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين

ہزاروں فقہی مسائل اور اسلامی و دینی معلومات کا خزینہ

انوار شریعت

المعروف بہ

جامع الفتاویٰ

حصہ اول تا [illegible]

جلد اول

ازافادات

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین ملتانی صاحب قدس سرہ

مرتب

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

اشاعتی ضابطہ

نام کتاب: انوار شریعت المعروف بہ جامع الفتاویٰ

ترتیب و تدوین: مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

نظر ثانی: مولانا محمد اسحاق ظفر

کمپوزنگ: ضیاء العلوم کمپوزنگ سنٹر، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

کمپیوٹر گرافکس: قاضی محمد یعقوب چشتی، اظہر اقبال اعوان

پروف ریڈنگ: مولانا محمد عظیم، خواجہ وقار احمد چشتی

قیمت ....

ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

ملنے کے پتے

☆ ضیاء العلوم پبلی کیشنز 126 بازار کلاں راولپنڈی
Fax-4580404 0333-5166587
Emil:ziauloom@isb.paknet.com.pk

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ غوثیہ محلہ فرقان آباد سبزی منڈی کراچی

☆ مکتبہ ضیاء رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

"ولا باس بقراءة الاوراد بين الفريضة والسنة، فالاولى تاخير الاوراد عن السنة، والله سبحانه تعالى اعلم"

۳۔ زید کا یہ قول کہ مساجد صرف نمازی کے لئے بنائی گئی ہیں اور ان میں قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بدعت سیئہ ہے باطل و بے اصل اور دین میں افترا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت عز وعلا تبارک وتعالیٰ نے تو ارشاد فرمایا:

"ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها۔ الآية"

اس آیہ کریمہ میں ذکر مطلق ہے۔ اس کی تقیید اپنی طرف سے دین میں تحریف ہے۔ تفسیر "جلالین" میں اس الفاظ سے تفسیر فرمائی بالصلوٰۃ والتسبیح زید کو اپنے اس قول باطل سے جلد توبہ کرنا لازم ہے۔

"والله هو الموفق والله سبحانه وتعالى اعلم علمه عز اسمه اتقن واحكم"

العبد المعتصم بحبله المتين

کتبہ

محمد نعیم الدین عفا عنه المعين

علم غیب نبی ﷺ پر وہابیہ کا شبہ اور اس کا جواب

سوال :۔ قاضی خان میں ہے: "رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة "خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم" قالوا يكون كفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت"

ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کو ہم نے گواہ کیا۔ کہتے ہیں یہ کفر ہوگا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں اور حال یہ کہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے تو بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

الجواب :۔ معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی ﷺ کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے، مگر ابھی بھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے سر لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام محققین حنفی وہابی بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے [illegible]

بلکہ قاضی خان کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے موجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں کہ وہابیوں نے حضور اقدس ﷺ کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے؟ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صفحہ ۱۰ "کہ بہت چیزیں اور امور غیب سے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔" اور "فیصلہ علم غیب" صفحہ ۱۳ میں مولوی ابو الوفا شاہ جہاں پوری کے یہ الفاظ مسطور ہیں "بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیب پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور رسولوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔" اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔

در اصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں (۱) (یعنی جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را   چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہم نے ہی خطا کی ہے۔ اب عبارت قاضی خان پر غور فرمایئے کہ اس میں لفظ "قالوا" موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ "قالوا" اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو۔ چنانچہ شامی جلد ۵ صفحہ ۳۳۳ میں ہے:

"لفظة قالوا تذكر فيما فيه خلاف كما صرحوا به"

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے:

"وكلام قاضي خان ليشير على عدم اختياره له حيث قال واذا صلى على النبي عليه الصلوة والسلام في القنوت قالوا لا يصلي عليه في القعدة الاخيرة ففي قوله قالوا اشارة الى عدم استحسانه له والى انه غير مروى عن الائمة كما قلناه فان ذلك من المتعارف في عباراتهم لمن استقرها والله تعالى اعلم"

اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خان کی عبارت خود قاضی خان کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے تو اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے۔ در المختار میں ہے:

---

(۱) فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم ان میں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک چیزیں کہ بتا دیئے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں معاذ اللہ اور بعض گستاخ تو یہاں تک بک گئے ہیں کہ اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں۔ استغفر اللہ!!

"ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق الاجماع"

درالمختار میں بھی یہی ہے قاضی خان و۱۱۱ سے بتہ چلا بھی یہی ہے قول المصنف کی دلیل موجود ہے۔ درالمختار کتاب النکاح میں ہے:

"تزوج بشهادة الله ورسوله ﷺ لم يجز بل قيل يكفر شامی میں ہے (وقوله يكفر) لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ عالم الغيب قال في التاتارخانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي ﷺ وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول"

خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے کہ اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے۔ تاتارخانیہ اور حجہ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی ﷺ پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے:

﴿عالم الغيب فلا يظهر ——— الخ﴾

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے:

"وفي المضمرات والصحيح انه لا يكفر لان الانبياء عليهم الصلوة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الاشياء فلا يكون كفرا"

یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں پس کفر نہ ہوگا۔ شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"حاصله ان دعوى الغيب معارضة لنص القرآن يكفر بها الا اذا اسند ذلك صريحاً او دلالة الى سبب من الله كوحى والهام"

یعنی غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔ درالمختار میں ہے:

"وفيها كل انسان غير الانبياء لا يعلم ما اراد الله تعالى له وبه لان ارادته تعالى غيب الا للفقهاء فانهم علموا ارادته تعالى بهم لحديث الصادق المصدوق من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين"

یعنی الاشباہ میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ اور اس میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقہاء اس کو جانتے ہیں الا

ہے کہ وہ جہاں لگے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے۔ رسول صادق و مصدوق کی اس حدیث کی دلیل ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امور دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔

اب ظاہر ہو گیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الٰہی سے نبی ﷺ کے لئے ثابت ہے۔

العبد المعتصم بحبله المتين

کتبہ

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

دہریہ کا سوال اور اس کا جواب

سوال :- ایک دہریہ کا سوال یہ ہے کہ ایک ملزم کا مقدمہ جج کے یہاں گیا اور اس پر ہر طرح سے جرم ثابت ہو گیا اس کے بعد ایک شخص کی سفارش سے جج نے اس کو بری کر دیا تو کیا جج نے انصاف کیا یا بے انصافی؟ اگر انصاف کیا تو کیسے؟

۲- دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم کسی شخص کے نام سے فاتحہ وغیرہ پڑھیں تو وہ کس طرح پہنچتا ہے؟ کسی فرشتہ کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح سے؟ اس کا جواب صحیح حدیث سے دیں۔

۳- تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر ہم کسی وقت میں کسی بزرگ کا واسطہ دیں تو جائز ہے یا ناجائز؟ اس کا بھی جواب صحیح حدیث سے اور مدلل عنایت فرمائیں۔

الجواب :- جرم مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ سب کے لئے ایک ہی حکم لگا دینا نہایت بے وقوفی ہے اگر جرم ایسا تھا جو کسی دوسرے کے حق سے متعلق ہوتا تھا یا اس کے معاف کر دینے سے کسی اور کا ضرر لازم آتا تھا تو اس کا معاف کرنا دوسرے کے ضرر اور اتلاف حق کا باعث ہے تو جب تک خود وہ صاحب حق معاف نہ کریں یا اس کی تلافی نہ کر دی جائے مجرم کو چھوڑ دینا خلاف حکمت ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے کچھ روپیہ قرض لیا اور دینے سے انکار کرتا ہے ایسی حالت میں اگر قرض خواہ کے معاف کیے بغیر یا اس کے نقصان کی تلافی کیے بغیر جرم معاف کر دیا جائے خواہ کسی سفارش سے یا کسی بے سفارش کے تو اس میں قرض خواہ کا نقصان ہوگا اور جج کا ایسا فیصلہ عدل و حکمت کے خلاف مانا جائے گا البتہ اگر جج کے سمجھانے سے راضی ہو جائے یا جج قرض خواہ کو اس کا مطالبہ ادا کر دے اور امید یہ ہو کہ اس کے اس سلوک سے مجرم کے نفس کی اصلاح ہوگی تو ایسی حالت میں جج کا معاف کر دینا عین حکمت اور کمال رحمت اور عقل سلیم کے نزدیک نہایت مستحسن ہے اور اگر جرم